رہے سلامت
تمہاری نسبت

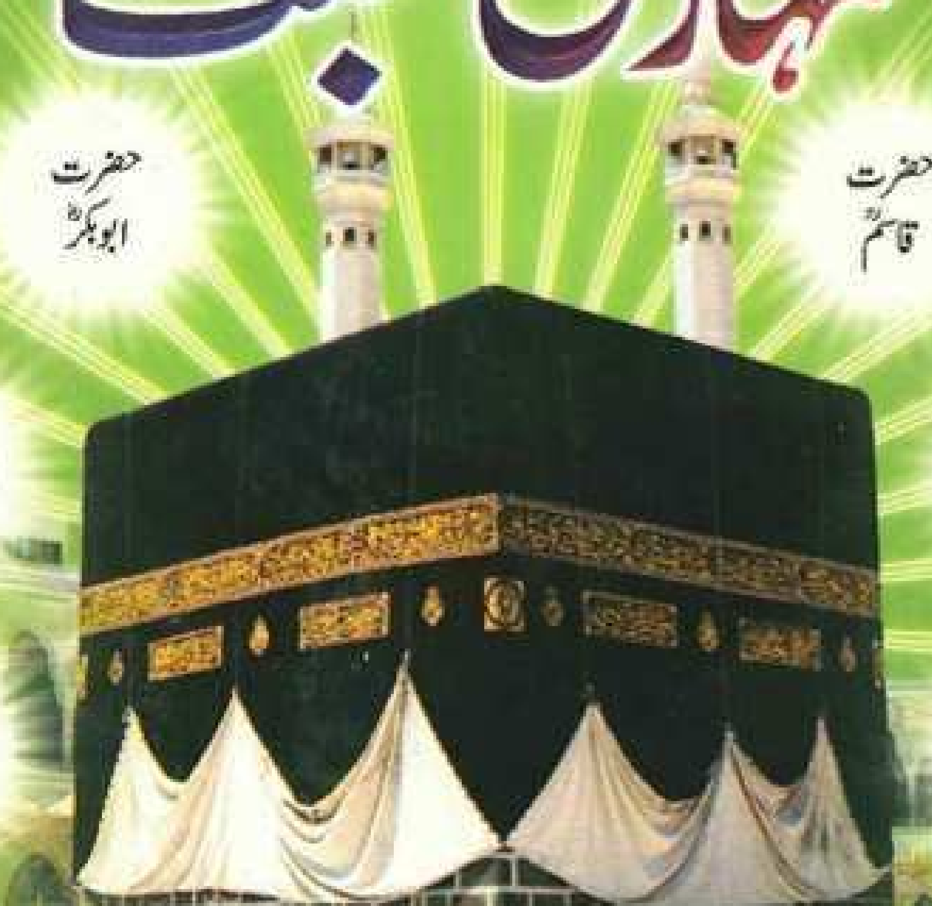

حضرت قاسمؒ

حضرت ابوبکرؓ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

حضرت یعقوب چرخیؒ

حضرت بایزید بسطامیؒ

حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ

حضرت عبدالمالک صدیقیؒ

حضرت خواجہ محمد معصومؒ

حضرت غلام حبیبؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت فضل علی قریشیؒ

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

دارُالکتاب دِیوبند

باب 5

نسبت کی اقسام

شاہ عبدالعزیزؒ تفسیر عزیزی میں نسبت کی چار قسمیں بیان فرماتے ہیں۔
(۱) نسبت انعکاسی (۲) نسب القائی
(۳) نسبت اصلاحی (۴) نسبت اتحادی

۱ نسبت انعکاسی

پہلی نسبت نسبت انعکاسی کہلاتی ہے۔ یہ سب سے کمزور نسبت ہوتی ہے۔ جب سالک پابندی سے ذکر وشغل کرتا ہے تو زنگ اترنے کی وجہ سے دل میں ایسی صفائی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ایک آئینے کی طرح ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص جب اپنے شیخ کے پاس جاتا ہے تو شیخ کے قلبی انوار وتجلیات کا عکس اس کو اپنے دل پر محسوس ہوتا ہے۔ ان تجلیات کا اثر اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ شیخ کے پاس رہے۔ جب شیخ کی مجلس یا ماحول سے سالک دور ہو جاتا ہے تو یہ اثر بھی جاتا رہتا ہے۔ جب سالک اپنے شیخ کی صحبت میں ہوتا ہے تو شیخ کے قلب کی کیفیات اس

کے دل میں منعکس ہو رہی ہوتی ہیں اور آدمی کو دنیا کی محبت کم معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت غالب معلوم ہوتی ہے۔ گناہوں کے خیالات کم ہو جاتے ہیں، نیکی کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ انعکاسی چیز ہوتی ہے۔ جب شیخ سے ذرا دور ہو گئے تو رفتہ رفتہ یہ کیفیت ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اسی لئے بعض سالکین کہتے ہیں کہ حضرت جب ہم سالانہ اجتماع میں آتے ہیں یا آپ سے خانقاہ میں ملنے آتے ہیں تو بڑی عجیب کیفیات ہوتی ہیں لیکن واپس گھر جا کر وہ کیفیات نہیں رہتیں۔ اس کی بنیاد بھی یہی ہے کہ شیخ کی موجودگی میں وہ نسبت منعکس ہو رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے دل پر اس کے اثرات محسوس ہوتے ہیں۔

اس نسبت کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص آگ کے پاس بیٹھے تو اس کو گرمی محسوس ہوتی ہے لیکن جب آگ کے قریب سے اٹھ کر چلا جائے تو پھر اس کی گرمی آہستہ آہستہ زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ گرمی اپنی نہیں ہوتی بلکہ وہ عارضی ہوتی ہے جو دور ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے عطر لگایا ہوا ہو تو جو آدمی اس کے پاس بیٹھ جائے وہ جب تک بیٹھا رہے گا اس کو عطر کی خوشبو ملتی رہے گی اور جب دور چلا جائے گا تو وہ خوشبو بھی آنا بند ہو جائے گی۔ یہ نسبت انعکاسی کہلاتی ہے۔

نسبتِ انعکاسی ایک عارضی نسبت ہوتی ہے جو آئینے کی شبیہ کی طرح اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ چیز سامنے رہے۔ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس کو کیمرے کی فلم کی طرح کیمکل وغیرہ لگا کر فوٹو کی طرح پختہ کر لیا جائے کہ وہ ہمیشہ قائم رہے۔

۲ نسبت القائی

دوسری قسم کی نسبت کو نسبت القائی کہتے ہیں۔ یہ ایسی نسبت ہے کہ جس کے حصول کیلئے سالک شیخ کی صحبت میں اتنا وقت گزارتا ہے کہ اس نسبت کی کچھ برکات سالک کے دل کے اندر جم جاتی ہیں اور اس کے دل کا حصہ بن جاتی ہیں۔ یہ نسبت پہلی نسبت سے زیادہ قوی ہے۔ اس نسبت کا حامل شیخ کی مجلس سے دور بھی چلا جائے تو اس کی نسبت قائم رہتی ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کہیں آگ جل رہی ہو اور ایک آدمی اس سے اپنا چراغ جلالے تو اب چراغ جلانے والے کے اپنے پاس بھی آگ آ گئی۔ اب یہ چاہے تو اس سے اندھیرے میں روشنی کا کام لے سکتا ہے لیکن یہ نسبت بھی کمزور ہے۔ کیونکہ اس شخص کو چراغ کی بتی اور تیل کا بھی خیال رکھنا پڑے گا اور چراغ کو ہوا کے جھونکوں سے بھی بچانا پڑے گا۔ ورنہ بتی کسی وقت بھی گل ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ نسبت بھی کمزور ہے۔

۳ نسبت اصلاحی

تیسری قسم کی نسبت کو نسبت اصلاحی کہتے ہیں۔ یہ وہ نسبت ہے جو سالک کو اپنے شیخ کی صحبت میں بہت عرصہ رہنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ سالک اس نسبت کے حصول کیلئے اپنے آپ کو شیخ کے سامنے اس طرح پیش کر دیتا ہے کَمَا لمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ جیسے کوئی میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ شیخ اس پر جس طرح چاہے روک ٹوک کرے، زجر و توبیخ کرے، اس کے

اوپر سختی کرے، مجاہدہ کروائے۔ یہ کرتا چلا جاتا ہے، ریاضت کی بھٹی میں پکتا چ
جاتا ہے حتی کہ کندن بن جاتا ہے۔ اس کے بعد جو نسبت اس کو حاصل ہوتی ہے
اسے نسبت اصلاحی کہتے ہیں۔

اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے کوئی دریا سے ایک نہر نکال کر اپنے باغ مر
لے آئے۔ اب اس کو پانی مل گیا۔ یہ جاری پانی کہلاتا ہے۔ اگر اس کے او
چھوٹی موٹی کوئی نجاست بھی ہے تو یہ جاری پانی اس کی نجاست کو دھو ڈالے گا او
اگر کوئی تنکا ہو تو یہ اس تنکے کو بھی بہا لے جائے گا۔ ہاں کوئی بڑی چٹان اس نہر مر
آپڑے تو وہ پانی کے بہاؤ کو روک دے گی۔

یہ نسبت اللہ رب العزت کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ اس نسبت کے حا
حضرات کی گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے اس نسبت کی برکت سے اب
حضرات صغائر پر اصرار نہیں کرتے اس لئے کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے
وہ گناہ کبیرہ بن جایا کرتے ہیں۔ اور کبیرہ گناہ مثل چٹان کے ہوتے ہیں جو نسبت
کے نور کر منقطع کر سکتے ہیں۔ اگر ان سے سہواً کہیں کوئی لغزش ہو بھی جا
تو نسبت کا نور اس کے اثر کو بہالے جاتا ہے اور توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔

ہمارے اکابرین میں بے شمار ایسی مثالیں ہیں کہ انہوں نے اپنے مشائخ
خدمت میں کافی عرصہ رہ کر محنت مجاہدے کیے اور بالآخر نسبت اصلاحی حاصل کی۔

حضرت شاہ ابو سعیدؒ اور حصول نسبت

حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ سلسلہ چشتیہ کے مشاہیر بزرگوں میں
ہیں ان کے کئی خلفاء تھے۔ شاہ ابو سعید گنگوہیؒ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ

پوتے تھے۔ وہ جوان ہوئے تو ان کی دادی اماں حیات تھیں۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا ایک نعمت تیرے دادا جی کے پاس تھی اگر تو چاہتا ہے کہ وہ نعمت تجھے ملے تو ان کے صحبت یافتہ خلفاء کی خدمت میں طلب صادق لے کر جا، تجھے وہ نعمت ملے گی۔ وہ نوجوان آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ دادی اماں نے اسے ایک خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ جب خلیفہ صاحب کو پتہ چلا کہ میرے شیخ کے پوتے آ رہے ہیں تو وہ جماعت لے کر شہر سے باہر استقبال کے لئے آئے۔ بڑی دھوم دھام کے ساتھ استقبال کیا۔ پھر گھر لے گئے اور خوب خاطر مدارت کی روزانہ انہیں طرح طرح کے کھانے پکا کر کھلائے، ان کو مسند پر بٹھاتے اور خود خادموں کی جگہ پر بیٹھتے۔ تین دن بعد شاہ ابو سعید نے واپسی کی اجازت چاہی تو حضرت نے بہت سے تحائف اور اشرفیاں نذر کیں۔ شاہ ابو سعید نے کہا کہ ان کی تو مجھے حاجت نہیں ہے مجھے تو وہ دولت چاہئے جو آپ ہمارے وہاں سے لائے ہیں۔ حضرت نے جو اتنا سنا تو فرمایا کہ اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ نوجوان نے کہا میں حاضر ہوں۔ حضرت نے فرمایا جاؤ شکاری کتوں والے احاطے میں جا کر بیٹھو اور کتوں کے دانے پانی کا خیال کرو۔

الغرض کہ ان کو ریاضت اور مجاہدے کی لائن پر لگا دیا۔ ان کے ذمے شکاری کتے لگا دیئے کہ ان کو نہلانا دھلانا، کھلانا پلانا اور شکار کے وقت ہمارے ساتھ لے کر چلنا ہے۔ وہ نوجوان ہمہ وقت اسی کام میں مشغول رہتا۔ جب کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضرت اس طرف دیکھتے ہی نہیں تھے بلکہ چماروں کی طرح دور بیٹھنے کا حکم دیتے۔ تین چار مہینے جب گزر گئے تو ایک دن شیخ نے بھنگن کو حکم دیا کہ آج جب احاطے سے غلاظت اٹھا کر جاؤ تو ذرا ان کے پاس سے

گزرنا۔ چنانچہ وہ جب گزری تو کچھ نجاست شاہ ابوسعید پر بھی گری۔ یہ غصے سے لال پیلے ہو گئے اور کہنے لگے کہ "نہ ہوا گنگوہ ورنہ تجھے مزہ چکھاتا" مقصد یہ کہ غیر ملک ہے اور شیخ کے گھر کی بھنگن ہے اس لئے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ بھنگن نے آ کر سارا واقعہ شیخ کو سنایا تو حضرت نے فرمایا ابھی صاحبزادگی کی بو ہے۔ دو ماہ اور گزر گئے تو حضرت نے پھر بھنگن کو کہا کہ آج پھر ویسا ہی کرو۔ چنانچہ بھنگن نے ویسا ہی کیا تو اس مرتبہ انہوں نے کہا تو کچھ نہیں بس تیز نظروں سے بھنگن کو دیکھا بھنگن نے آ کر پھر سارا ماجرا حضرت کو بیان کیا فرمایا ابھی کچھ بو باقی ہے۔ پھر کچھ ماہ بعد بھنگن کو کہا کہ آج پھر ویسا ہی کر بلکہ آج تو گندگی کا ٹوکرا اس کے اوپر پھینک ہی دینا۔ چنانچہ بھنگن نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اب شاہ ابوسعید کی میں مٹ چکی تھی چنانچہ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ مجھ سے ٹھوکر کھا کر گری ہے بیچاری کہیں چوٹ تو نہیں لگ گئی۔ اور پھر خود ہی نجاست اکٹھی کر کے ٹوکرے میں ڈالنا شروع کر دی۔ بھنگن نے جا کر سارا ماجرا حضرت کی خدمت میں عرض کر دیا۔ فرمایا بس اب کام ہو گیا ہے۔ اسی دن خادم کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ کل شکار پر جانا ہے تیار رہنا۔ اس دور میں شکار کو کتوں کے ذریعے سے پکڑا جاتا تھا۔ سدھائے ہوئے کتوں کا شکار شریعت نے حلال کروانا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ ہے۔

اگلے دن حضرت شیخ خدام کے ہمراہ جنگل کی طرف شکار کو چلے۔ شاہ ابوسعید بھی کتوں کی زنجیر پکڑے ساتھ ساتھ تھے۔ یہ بیچارے مجاہدے کی وجہ سے وہ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکے تھے۔ جبکہ کتے پلے ہوئے اور تندرست و توانا تھے۔ وہ ان سے سنبھلتے نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی زنجیر کو اپنی کمر کے ساتھ لپیٹ لیا کہ کتے بھاگیں نہیں۔ جب شکار سامنے آیا اور کتوں نے شکار کو دیکھا تو وہ

بھاگے۔ یہ اکیلے اور کمزور تھے، رسی کو اپنی ہمت سے پکڑا تو سہی مگر ساتھ گھسٹتے چلے گئے۔ کتے تیز بھاگے اور یہ گھسٹتے گھسٹتے گر گئے۔ اب ساتھ گھسٹتے چلے جا رہے ہیں جسم زخموں سے چور چور ہو رہا ہے مگر رسی کو نہ چھوڑا کیوں کہ شیخ نے وہ رسی پکڑائی تھی۔ اب جان تو جا سکتی ہے مگر رسی ہاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتی۔ دوسرے خادموں نے بڑی مشکل سے کتوں کو سنبھالا اور ان کو کھڑا کیا۔ اب ان کا جسم لہولہان ہے لیکن یہ ڈر رہے ہیں کہ کہیں شیخ ناراض نہ ہوں کہ ڈیوٹی صحیح ادا نہیں کی۔

شیخ کو اسی رات خواب میں حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی زیارت ہوئی کہ رنج کے ساتھ فرماتے ہیں۔ ''خلیفہ صاحب! ہم نے تو آپ سے اتنی محنت نہیں کروائی تھی جتنی محنت آپ میری اولاد سے کروا رہے ہیں'' صبح ہوتے ہی انہوں نے شاہ ابو سعید کو بلا کر سینے سے لگایا اور کہا کہ سلسلہ چشتیہ کی نسبت میں ہندوستان سے یہاں لے کر آیا تھا اب تم اسے مجھ سے لے کر ہندوستان جا رہے ہو۔ چنانچہ نسبت کی نعمت دے کر رخصت کیا۔

ایک عجیب مثال

ایک بزرگ نے کسی کو خلافت دینے سے پہلے اپنے مریدین سے کہا کہ جاؤ یہ مرغیاں کسی ایسی جگہ ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ سب لوگ مرغیاں ذبح کرنے چلے گئے۔ کسی نے درخت کی اوٹ میں ذبح کی، کسی نے دیوار کی اوٹ میں ذبح کی۔ سب ذبح کر کے لے آئے۔ لیکن جن کو خلافت دینا تھی وہ جب واپس آئے تو رو رہے تھے۔ حضرت نے پوچھا، روتے کیوں ہو؟ آپ کے

ہاتھ میں تو مرغی ویسے ہی ہے؟ کہنے لگے، حضرت! آپ نے حکم دیا تھا مگر میں اس پر عمل نہیں کر سکا۔ پوچھا، کیوں عمل نہیں کیا؟ کہنے لگے، حضرت! آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کروں جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو، لیکن میں جہاں بھی گیا میرا رب مجھے دیکھتا تھا، اس لئے میں اس کو کیسے ذبح کر سکتا تھا۔ فرمایا الحمد للہ، اس معیت کی کیفیت کا تو امتحان لینا تھا۔ اس کے بعد ان کو نسبت عطا فرما دی۔

مرید کا امتحان لینے کا مقصد

اللہ رب العزت نے مشائخ کو باطنی فراست دی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً سالک کا امتحان لیتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات سالک کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کسی بات میں امتحان بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔ وہ بے پرواہی میں اپنا وقت گزار رہا ہوتا ہے۔ اس بات کی طرف بے دھیانی ہوتی ہے۔ مگر شیخ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ نفس کے اندر کیا حالت ہے، نفس کا اژدھا مرا ہے یا نہیں، 'میں' مٹ گئی ہے یا نہیں۔ جب دل کا برتن صاف ہو جاتا ہے اور 'میں' مٹ جاتی ہے تو پھر مشائخ نسبت کا نور اس کے دل میں القاء فرما دیتے ہیں۔ یہ نسبت زیادہ مکمل ہوتی ہے۔

۴ نسبت اتحادی

نسبت کی ایک چوتھی قسم نسبت اتحادی ہے جو سب سے کامل ترین نسبت ہوتی ہے۔ نسبت اتحادی یہ ہوتی ہے کہ منسوب منسوب الیہ کے ساتھ اس حد تک مماثلت حاصل کر لے کہ نقل اصل کی مانند نظر آنے لگے۔ یہ نسبت شیخ کی محبت سے ملتی ہے۔ شیخ کے ساتھ ایسی محبت ہو جائے کہ دل سے آواز نکلے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

شیخ سے اسی محبت کی وجہ سے مرید ہر امر میں شیخ کی اتباع کرتا ہے اور دیوانہ وار اس کی خدمت کرتا ہے۔ اس کی طلب صادق کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور اس کو ایسی مضبوط نسبت القاء کی جاتی ہے جسے نسبت اتحادی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو شیخ کے کمالات اس طرح عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ سالک شیخ کا نمونہ بن جایا کرتا ہے۔ لوگ اس سالک کو دیکھتے ہیں تو انہیں انکا شیخ یاد آ جاتا ہے۔ اس کا چلنا پھرنا، رفتار گفتار، بیٹھنا اٹھنا حتی کہ اس کا سب کچھ اس کے شیخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کو نسبت اتحادی کہتے ہیں۔

نسبت اتحادی کی کچھ مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

نانبائی کو نسبت ملنے کا واقعہ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں رہتے تھے۔ ان کی خانقاہ میں ایک نانبائی حضرت کی خدمت کیا کرتا تھا۔ خصوصاً جب بھی کوئی وقت بے وقت مہمان آ جاتا تو وہ مہمانوں کی خاطر مدارت کے لئے کچھ نہ کچھ لے کر حاضر ہو جاتا، حضرت اس سے بہت خوش تھے۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب کے یہاں کچھ اہم مہمان آ گئے۔ اس نانبائی نے دیکھا کہ موسم خراب ہے مگر کچھ نیک قسم کے مہمان بے وقت آئے ہیں تو اس نے کھانا پکا کر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں پیش کیا حضرت خواجہ صاحب نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت کے یہاں

مہمان آئے ہیں میں ان کے لئے کھانا لایا ہوں قبول فرمالیں۔ حضرت کو بہت
مسرت ہوئی اور بے اختیار فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ مجھ
اپنے جیسا بنا دیں۔ حضرت نے تھوڑی دیر تامل کر کے فرمایا کہ کچھ اور مانگ لو
طباخ نے کہا کہ نہیں حضرت بس یہی کچھ چاہئے۔ متواتر تین مرتبہ جب یہی اصرار
کیا تو چونکہ حضرت زبان مبارک سے یہ فرما چکے تھا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس
لئے اس کو حجرہ مبارکہ میں لے گئے۔ اندر سے زنجیر لگالی۔ نہ جانے پھر وہاں کیسی
توجہ دی کہ آدھ گھنٹہ کے بعد جب حجرہ کھول کر باہر تشریف لائے تو دونوں کی
صورت تک ایک ہوگئی تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ حضرت خواجہ صاحب تو جیسے حجرہ
میں گئے تھے ویسے ہی باہر تشریف لے آئے لیکن وہ طباخ مدہوشی کی حالت میں تھا
اور کچھ دیر بعد اسی حالت میں انتقال ہوگیا۔ موت تو آنی ہی تھی اس کا وقت مقرر تھا
اس میں تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی تھی۔ لیکن اسکی خوش قسمتی کہ ساری عمر تو طباخی کی اور
موت کے وقت اس نے خواجہ باقی باللہ جیسا بن کر آخرت کے بھی مزے لوٹے۔

امیر خسرو کو نسبت ملنے کا واقعہ

حضرت امیر خسرو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے سچے اور پکے مریدوں
میں سے تھے۔ ان کو اپنے شیخ سے انتہاء درجے کا عشق تھا۔ ان کے اسی عشق ومحبت
کی وجہ سے ان کو اپنے شیخ سے اس قدر اتحاد حاصل ہو چکا تھا کہ شیخ کے دل میں جو
بات آتی تھی وہی امیر خسروؒ کے دل میں آجاتی تھی۔ حتیٰ کہ اگر خواجہ نظام الدین
اولیاءؒ بیمار پڑ جاتے تو اس بیماری کی تکلیف حضرت امیر خسروؒ بھی محسوس کیا کرتے
تھے۔ ان کی شیخ سے محبت کا ایک عجیب واقعہ ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سے باہر کسی کام سے گئے ہوئے تھے۔ کہ ایک آدمی حضرت کی خدمت میں پہنچا اور ان سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کیا۔ اللہ والے کسی کو انکار نہیں کیا کرتے ان کے پاس اور تو کچھ تھا نہیں اسے اپنے جوتے ہی دیدیے۔ وہ جوتے لے کر چل دیا۔ راستہ میں امیر خسرو ملے جو کافی مال و اسباب کے ساتھ واپس آرہے تھے، دیکھتے ہی پہچان گئے کہ جوتے شیخ کے ہیں۔ انہوں نے اس آدمی سے کہا کہ یہ جوتے مجھے دے دو اور ان کی قیمت لے لو۔ وہ بھی سمجھ گیا کہ کوئی دیوانہ ہے۔ اس نے اس کی قیمت اتنی لگائی کہ جتنا مال و اسباب امیر خسرو کے پاس تھا۔ امیر خسرو نے وہ سارا مال دے دیا اور جوتے لے لیے اور ان کو اپنے سر پر رکھ کر شیخ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ شیخ نے امیر خسرو کو اس حال میں دیکھا تو ان کی محبت نے بھی جوش مارا اور آپ کو سینے سے لگا دیا اور باطنی نسبت القا کر دی۔

آنحضرت ﷺ کی نسبت

سینہ سے سینہ ملا کر نسبت ملنے کے واقعات ہمارے مشائخ میں بڑی کثرت سے ملتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ تو فرماتے ہیں کہ ابتدائے وحی کے وقت حضرت جبرئیلؑ کا حضور اقدس ﷺ کو اپنے ساتھ لگا کر بھینچنا بھی نسبت اتحادی پیدا کرنے کے لئے تھا۔ اسی بات سے اندازہ لگائیں کہ جس ہستی کی ابتداء فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اتحاد سے ہو رہی ہے اس کی انتہاء کیا ہوگی۔ اگلے ۲۳ برس میں اس نے کتنی ترقی کی ہوگی؟ ۱۳ سال کے بعد یہ حال تھا کہ واقعہ معراج شریف پیش آیا اس میں جبرئیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر یہ کہہ کر پیچھے رہ

جاتے ہیں کہ میری تو پرواز یہیں تک تھی اب اگر بال برابر بھی آگے بڑھوں تجلی باری سے جل جاؤں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو چھوڑ کر قاب قوسین تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد اگلی دس سالہ زندگی میں آپ ﷺ کی ترقیاں ہوئیں ہو گی ہم کیا جانیں؟۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا ارشاد تو یہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بھینچنے سے آپ کو نسبت اتحادیہ حاصل ہوئی اس الحدیث زکریاؒ فرماتے ہیں:

اس سیہ کار کا خیال ہے کہ یہ سلوک تفصیلی تھا۔ غار حرا میں چھ ماہ تک انقطاع عن الخلوق اور توجہ الی اللہ سے قلب اطہر میں وہ صفائی اور نور تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا جو نسبت انعکاسی کا محل ہوتا ہے اور جبرئیل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام کی صورت دیکھ کر صفات ملوکیت کا انعکاس تو شروع ہی میں ہو گیا تھا اور پہلی مرتبہ دبوچنے میں نسبت القائی اور دوسری مرتبہ میں نسبت اصلاحی اور تیسری مرتبہ میں نسبت اتحادی پیدا ہو کر وہ صفات ملوکیت جس کا انعکاس ابتداءً وہلہ میں ہوا تھا وہ تیسری مرتبہ کے دبوچنے میں طبیعت ثانیہ بن گیا، اور جس کی ابتداء میں فرشتوں کے خصائل بلکہ سید الملائکہ جبرئیل کے خصائل طبیعت ثانیہ بن گئے ہوں اس کے ۲۳ سالہ مجاہدات اور تعلق مع اللہ میں کتنی ترقیات ہوئی ہوں گی اگر اس کی کوئی مثال کہی جا سکتی ہے تو بس یہی کہ

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست